سولھواں باب

قیامت کے لیے دلائل

۱۱۲ آخرت کا انکار کیوں؟

۱۱۳ کائنات میں جاری ایک مربوط نظام، ایک روزِ جزا کے لیے دلیل ہے

۱۱۴ جاہلی معاشرے میں کم زور طبقات کو تحفظ حاصل نہیں

سولھواں باب

قیامت کے لیے دلائل

آخرت کا انکار کیوں؟

اللہ نے اپنے نبی کو بہترین انسانی اوصاف سے متصف انسانوں کے درمیان مبعوث کیا تھا،اُن کی زندگیوں میں منافقت نہیں تھی۔ وہ اپنے درمیان اُٹھنے والی تحریک کو محض ٹالنے والی باتیں کر کے ختم نہیں کر سکتے تھے، اس لیے کہ اُس معاشرے میں منافقانہ رویے کا چلن نہیں تھا، جو کہتے تھے اس پر عمل کرنا لازمی تھا۔ مکہ کا وہ مشرک معاشرہ آج کے منافق مسلم معاشروں سے انسانی اوصاف کے لحاظ سے بدرجہا بہتر تھا۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخرت کیوں کر برپا ہو گی۔ آج کے مسلم معاشروں میں عقیدہ آخرت دل ودماغ میں پیوست نہیں ہے محض نسلی مسلمان ہونے کے باعث آخرت کے انکاری نہیں ہیں ورنہ پوری دنیا میں مسلم نام سے بسنے والی قوم کے جمعداروں سے وزرائے اعظم تک تمام نسلی مسلمانوں کے ایک ایک عمل سے اس بات کی گواہی ملتی ہے کہ اِن کا گمان یہی ہے کہ آخرت نہیں آنی، کہیں کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو گی، جس سے جتنا بن پڑتا ہے وہ آخرت کی بادشاہت کو دنیا کے چند ٹکوں اور چند روزہ فایدوں کے ہاتھوں فروخت کر رہا ہوتا ہے۔ مکہ کی سوسائٹی میں آنے والے نبی ﷺ نے روزِ اوّل سے جب کوہِ صفا سے پکارا تھا تو آخرت کی بات توحید سے بھی پہلے کی گئی تھی[۲۳]! آج کے مسلمانوں کے لیے قرآن کی سورتوں میں آخرت کے لیے نہ کوئی دلیل ہے نہ عملی اعتبار سے کوئی جاذبیت کہ اُن کا رویہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اِن کا 'قرآن' نہ تو سمجھنے کے لیے ہے نہ غور کرنے کے لیے وہ تو محض برکت کے لیے مُردوں کو ایصال ثواب والی قرآن خانیوں اور رمضان کی تراویح میں تیز گام حافظوں سے سنائے جانے اور سننے کے علاوہ کسی کام میں نہیں آتا، وہ کسی کو آخرت کی طلب میں دنیا سے بے گانہ نہیں کرتا، کسی کو کیا کرے گا بچارے مساجد کے امام اور

۲۳ کوہِ صفا پر آپ ﷺ نے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے کر آواز دی، اور ہر بار ہر ایک سے کہتے گئے کہ "اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ" یعنی آپ نے قیامت کے عذاب سے بچنے کی دعوت دی۔

ٹی وی پر لہک لہک کر پڑھنے والے قاری اور عالم بھی دینار ودرہم کی خاطر ہی اس مشغلے میں مصروف ہیں! اِلّا ماشاءاللہ، اللہ سے ڈرنے والے اور محض آخرت کی خاطر دنیا کی کسی بھی طلب سے بے نیاز ہو کر قرآن کو سمجھ کر عمل کرنے کے لیے پڑھنے، پڑھانے اور سننے سنانے والے اس زمین کا نمک اور حسن ہیں مگر یہ اب اس امت میں بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں، بڑی تعداد معاش کے متلاشیوں کی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قوم کو دوبارہ قرآن سے جوڑا جائے۔

۴۲: سُوْرَۃُ الْفَجْر [۸۹— ۳۰:عَمَّ]

کائنات میں جاری ایک مربوط نظام ایک روزِ جزا کے لیے دلیل ہے

اہلِ مکہ کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الْفَجْر نازل فرمائی، اس کا موضوع آخرت کی جزا اور سزا کا اثبات ہے جس کا اہلِ مکہ انکار کر رہے تھے۔ سب سے پہلے فجر اور دس راتوں اور جفت اور طاق [odd and even] اور رخصت ہوتی ہوئی رات کو دلیل کے طور پر پیش کر کے سامعین سے سوال کیا گیا ہے کہ جس آخرت کا تم انکار کر رہے ہو اس کے واقع ہو جانے کی دلیل کے لیے کیا یہ چیزیں کافی نہیں ہیں؟ اس انتہائی مربوط synchronized سسٹم کو دیکھنے کے بعد بھی کیا قیامت کی آمد کو ماننے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ جو کچھ اس سورۃ میں فرمایا گیا اس کا مفہوم و مطالب یہ ہیں :

> بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طلوعِ فجر، دس راتوں کا ایک سیٹ اور جُفت اور طاق [odd and even] تاریخ والی راتیں اور دیکھو جب رات رخصت ہو رہی ہو اور دن طلوع ہو رہا ہو۔ کیا اِس مربوط سسٹم میں کسی عقل والے کے لیے کوئی نشانی ہے؟ سوچو اتنا مربوط سسٹم جس نے بنایا، اُس کا کوئی مقصد نہ ہوگا؟ اُس کا کوئی انجام نہ ہوگا؟........ قیامت تو آ کر رہے گی! [مفہوم آیات ۱-۵]

قیامت کے بارے میں آفاق میں واضح نشانیوں کی طرف اشارے کے بعد قریبی تاریخ سے گزری ہوئی قوموں کے انجام سے ڈرایا جا رہا ہے، یہ وہ قومیں تھیں جنھوں نے تہذیب و تمدن میں بہت ترقی کی مگر اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا، ان برباد قوموں میں سے بعض کے کھنڈرات پر سے اہلِ مکہ اپنے تجارتی اسفار کے دوران گزرا کرتے تھے۔

تمھارے رب نے کیا حال کیا اور کیا انجام کیا اُونچے ستونوں والے عادِ اِرم کا، جن کی مانند کوئی بلند قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی، ارے اپنی قریب کی تاریخ سے تم نے کوئی سبق نہیں لیا؟ اور کیا حال کیا اور کیا انجام کیا ثمود کے لوگوں کا جو صناعی اور آرٹ کے میدان میں بہت آگے نکل گئے تھے وادیوں میں چٹانیں تراش کر عمارات تعمیر کرتے تھے۔ اور میخوں والی قومِ فرعون کا؟ یہ وہ قومیں تھیں جنھوں نے زمین کے اوپر ملکوں ملکوں بڑی سرکشی مچائی اور بہت فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمھارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمھارا رب باریک بینی سے تمھیں نظر میں رکھے ہوئے ہے مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اُسے عزت اور نعمت کے ذریعے آزماتا ہے تو وہ اکڑتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا ہے [گویا اس میں اُس کا کوئی استحقاق تھا] اور جب اُس کا رزق اُس پر تنگ کر کے آزماتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے [گویا ناحق] ذلیل کر دیا۔ یعنی دونوں صورتوں میں مناسبِ حال شکر یا صبر کا رویہ نہیں اختیار کرتا۔ [مفہوم آیات ۶-۱۶]

جاہلی معاشرے میں کم زور طبقات کو تحفظ حاصل نہیں

اگلی آیات قرآن کریم کی وہ اولین آیات ہیں جن میں اہلِ مکہ کے رائج الوقت معاشی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ غور کیجیے کہ یہاں سسٹم کی بے شمار برائیوں میں سے سب سے پہلے جس پر انگشت نمائی کی ہے وہ جنسی بے راہ روی، بے حیائی یا بد اخلاقیاں نہیں ہیں بلکہ یہ باور کرایا ہے کہ معاشرے کے کم زور طبقات کو تمھارے سسٹم میں تحفظ حاصل نہیں ہے۔ اصل برائی یہ ہے تم لوگ مال کی محبت میں گرفتار ہو، بھوکوں کو کھانا کھلانے، یتیموں کو سہارا دینے کے لیے تمھارا نظام ضمانت مہیا نہیں کرتا، دولت کی نامنصفانہ تقسیم ہے وراثت کے مال پر جس کا بس چلتا ہے وہ سمیٹ کر کھا جاتا ہے۔

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ ہرگز نہیں [تمھیں اپنے جس تمدن پر فخر و اطمینان ہے بالکل بے جا ہے] بلکہ حال تمھارا یہ ہے کہ تم یتیم سے عزّت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دُوسرے کو نہیں اُکساتے، اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو، اور مال کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہو۔ [مفہوم آیات ۱۷-۲۰]

موضوع پھر پلٹ کر آخرت کی جانب آتا ہے اور اب قیامت میں مجرمین اور مومنین کی پیشی کا منظر واضح کیا جارہا ہے، چوں کہ خطاب کفارِ مکہ سے ہے اس لیے پہلے آخرت سے غافل لوگوں کے انجام کا منظر پیش کیا جارہا ہے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ ہر گز نہیں [تمھارا سارا غرور بے جا ہے تم آخرت سے غافل ہو]، جب یومِ قیامت زمین پیہم کوٹ کوٹ کر ریت بنادی جائے گی، اور تمھارا رب اِس طرح نمودار ہوگا کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے، اور قیامت کے انکاریوں کے سامنے جہنّم لائی جائے گی، اُس دن آج کے انکاری انسان کو سمجھ آئے گی مگر اُس وقت کے سمجھنے سے کیا حاصل؟ وہ کہے گا يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ کاش میں نے اپنی اِس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا! پھر اُس دن اللہ جیسا عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں، اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔ [مفہوم آیات ۲۱ -۲۶]

آخرت سے غافل مخاطبین کو اُن کے انجام سے ڈرا کر پھر اُن خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ ہے جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے، آخرت کے دن سے ڈر کر زندگی گزاری، منظر نامہ یہ ہے کہ اللہ اُس دن محبت اور رحمت کے ساتھ اہلِ ایمان کی جانب متوجہ ہوگا اور فرمان ہوگا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ اے نفسِ مطمئن، چل اپنے رب کی طرف خوش خوش، اِس حال میں کہ تُو اپنے انجامِ نیک سے شاد کام اور اپنے رب کے نزدیک بھی پسندیدہ اور کامیاب ہے۔ شامل ہو جا میرے نیک و فرماں بردار بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنّت میں۔ [مفہوم آیات ۲۷ -۳۰]

☆☆☆☆☆

پانچویں سالِ نبوت کا آغاز

رسول اللہ محمد ﷺ کی زندگی میں اہلِ ایمان پر آزمایش کا شدید ترین دور

	سترھواں باب: قریش کا دوسرا وفد، ابوطالب کو دھمکی	۱۱۷
	اٹھارواں باب: قیامت پر اعتراضات کے جوابات	۱۲۳
	اُنیسواں باب: جزا و سزا کے قانون پر آفاق اور تاریخ سے دلائل	۱۳۳
	بیسواں باب: اعتراضات اور الزامات کی بوچھاڑ	۱۳۹
	اکیسواں باب: ابوطالب کے سامنے سردارانِ قریش کا تیسرا وفد	۱۴۷
	بائیسواں باب: کمزور طبقات پر ظلم و ستم کے پہاڑ	۱۵۱
	تیئیسواں باب: دو مختلف طرح کے طرزِ حیات اور دو انجام	۱۶۱
	چوبیسواں باب: کاروانِ نبی ﷺ کا تشدّد سے دوچار ہونے پر لائحہ عمل	۱۶۵
	پچیسواں باب: اہالیان شہر سے ایک متنوع موضوعاتی گفتگو	۱۸۳
	چھبیسواں باب: دعوتِ توحید اور تزکیہ نفس	۱۹۱

صفحہ ۱۴۶ پر سنہ ۶۱۴ء کا جولین کیلنڈر ملاحظہ فرمایئے کہ جس کے دوران پانچواں سالِ نبوت واقع ہوا